مطبوعات ادارہ تالیف و ترجمہ پنجاب یونیورسٹی ، لاہور

۱- اصطلاحات معاشیات	۱۰/-
۲- اصطلاحات نفسیات	۱۰/-
۳- اصطلاحات اطلاقی نفسیات	۱۰/-
۴- اضافیت کا نظریہ خصوصی ، از جناب خالد لطیف میر	۱۶/-
۵- سوئی گیس اور اس کا مصرف ، ڈاکٹر محمد نذیر رومانی	۱۵/-
۶- ہم ربطی کیمیا ، ڈاکٹر محمد ظفر اقبال ، ڈاکٹر نصیر احمد	۱۰/-
۷- فولاد سازی ، ڈاکٹر فضل کریم و آئی ایچ خان	۱۸/-
۸- نظریہ گروپ ، از جناب عبدالحمید	۱۴/-
۹- تسونت مادے ، از ڈاکٹر ایم - اے عظیم	۳/۵۰
۱۰- جبذ ، از ڈاکٹر ایم - اے عظیم	۳/۵۰
۱۱- ایٹم کی ساخت ، از ڈاکٹر شفیق حسین	۱۲/-
۱۲- شماریاتی میکانیات ، از ڈاکٹر عبدالبصر پال	۱۰/-
۱۳- مرکزائی کیمیا ، از ڈاکٹر ظفر اقبال	۱۵/-
۱۴- فونڈری ٹیکنالوجی ، از ڈاکٹر فضل کریم	۴۵/-
۱۵- مرکزائی اشعاع اور زراعت میں ان کی اہمیت ، از ڈاکٹر احمد سعید بھٹی	۱۰/-
۱۶- تجاذب اور سیاروی حرکت ، از ڈاکٹر عبدالبصیر پال	۱۲/-
۱۷- صنعتی معاشریات ، از پروفیسر ڈاکٹر سی اے قادر	۱۰/-
۱۸- قاموس لباتیات ، از جناب وہاب اختر عزیز	۱۵/-
۱۹- علم افزائش آبادی کے تکنیکی پیمانے ، از جناب مظہر حسین	۱۲/-
۲۰- کیمیائی بند و ساخت ، از ڈاکٹر محمد ظفر اقبال	۱۴/-
۲۱- ویکٹر اور تینسر ، جناب خالد لطیف میر	۲۵/-
۲۲- پاکستان کی معدنی دولت ، از جناب ذوالفقار احمد	۲۲/-
۲۳- دھاتیں اور ان کے استعمالات ، از ڈاکٹر فضل کریم	۴۵/-

ملنے کا پتہ :

سیلز ڈپو ، پنجاب یونیورسٹی ، اولڈ کیمپس ، لاہور

ڈاکٹر سید سلطان محمود حسین*

شمس العلماء سید میر حسن سیالکوٹی

اجداد

مولوی سید میر حسن کا سلسلہ نسب** چالیسویں پشت میں حضرت امام حسین کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدین سے جا ملتا ہے ۔ میر صاحب کے جد امجد سید شیر علی ہمایوں بادشاہ کے ساتھ شیراز سے ہندوستان تشریف لائے تھے ۔ شیر علی اور اس کی اولاد نے خوشاب اور شاہ پور میں رہائش اختیار کی اور ساری عمر اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں صرف کر دی ۔

سیالکوٹ میں آمد

غالب قیاس یہ ہے کہ میر حسن کے والد ماجد میر محمد شاہ کے پردادا سید شاہ سلطان یا شاہ سلطان کے دونوں صاحبزادے سید میر قاسم اور سید میر ابو تراب نے اٹھارہویں صدی کے نصف آخر میں سیالکوٹ میں مستقل طور پر بود و باش اختیار کرلی تھی ۔ ان لوگوں نے درس و تدریس کے مشغلے کو اپنایا اور ساتھ ساتھ طباعت بھی کرتے رہے ۔

میر صاحب کے دادا سید میر ظہور اللہ نے طویل عمر پا کر عہد انگریزی میں ۱۸۶۰ء کے قریب سیالکوٹ میں وفات پائی ۔ موصوف اپنے وقت کے نامی طبیب تھے ان کے چار بیٹے تھے :

۱- میر محمد شاہ (میر حسن کے والد ماجد ہیں)

۲- میر فیض اللہ ، سیالکوٹ میں حکمت کرتے تھے ۔ حکیم حسام الدین انھیں کے لڑکے تھے اور مرزا غلام احمد کے قریبی دوستوں میں سے تھے ۔ کوچہ حسام الدین ، میر فیض اللہ کے صاحب زادے ہی کی نسبت سے مشہور ہے ۔

۳- میر نعمت اللہ[1] (۱۸۲۶-۱۸۹۸ء) ان کے پوتے سید انعام اللہ ، سر ظفر اللہ خاں کے قریبی دوستوں میں سے ہیں ۔

۴- میر احمد شاہ (لاولد تھے) ۔

---

* صدر شعبہ اردو ، گورنمنٹ ڈگری کالج پسرور (ضلع سیالکوٹ) ۔

** دیکھیے شجرہ نسب مملوکہ ڈاکٹر سید محمد جعفر بن سید محمد عبداللہ حال مقیم گلبرگ ، لاہور ۔ راقم کے پیش نظر نسب نامے کی فوٹو اسٹیٹ کاپی ہے ۔

پیدائش

سرکاری اندراج کے مطابق مولانا میر حسن ۸ اپریل ۱۸۴۴ء کو اس عالم رنگ و بو میں تشریف لائے۔ قرین قیاس ہے کہ پیدائش آپ کے ننھال موضع فیروز والا[۲] ضلع گوجرانوالہ میں ہوئی۔

تعلیم

میر صاحب نے جس گھرانے میں جنم لیا تھا۔ وہ ایک پڑھا لکھا گھرانا تھا۔ ان دنوں عربی، فارسی زبان و ادب پر دسترس علمیت و قابلیت کا نشان تھی۔ خصوصاً قرآنی علوم پر عبور فضیلت کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ میر صاحب کے والد ماجد سید محمد شاہ عربی و فارسی کے اچھے عالم تھے۔ روزی کمانے کے لیے طبابت بھی کرتے تھے۔ میر صاحب نے ابتدائی تعلیم والد گرامی ہی سے حاصل کی۔ خاصی چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ اس زمانہ کی مروجہ علمی کتب پڑھنے کے لیے مسجد دو دروازہ کے امام مولانا شیر محمد[۳] کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔ سیالکوٹ میں ۱۸۵۴ء[۴] میں ایک سرکاری درس گاہ ضلع اسکول کے نام سے قائم ہوئی تھی۔ یہاں مشرقی علوم یعنی (عربی و فارسی) کو اولیت حاصل تھی۔ میر صاحب اس اسکول میں داخل ہوئے اور سینئر ورنیکلر[۵] کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کیا۔ فارسی میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ میر صاحب دوسرے اہل حضرات مثلاً مولانا محبوب عالم، مولوی بشیر احمد اور مولانا غلام مرتضیٰ سے بھی مستفیض ہوتے رہے۔ اس طرح سولہ برس کی عمر تک آپ عربی و فارسی علوم پر حاوی ہو گئے۔

ملازمت

۱۸۶۱ء تک مروجہ علوم حاصل کر چکے تھے۔ اس کے بعد روزی کمانے کی فکر دامنگیر ہوئی۔ آبائی پیشے طبابت اختیار کرنے کی بجائے آپ نے مستقل ذریعۂ آمدنی کے لیے درس و تدریس کو اپنایا۔ روایت ہے کہ سب سے پہلے آپ مسجد میں امامت کی خدمات انجام دینے لگے تھے۔ رات کو محلے کا ایک شخص آپ کے لیے کھانا لے کر آیا۔ آپ نے کھانا لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ خودداری اور غیرت سادات نے آپ پر مدہوشی طاری کر دی اور آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے[۶] اور اس طرح امامت سے کنارہ کش ہو گئے۔ اس کے بعد آپ اسی ضلع اسکول[۷] میں مدرس مقرر ہو گئے جہاں سے آپ نے تعلیم حاصل کی تھی۔ یہاں نو روپے مشاہرہ پانے لگے۔

سکاچ مشن سے وابستگی

۱۸۵۷ء کے اوائل میں[۸] سکاچ مشن نے سیالکوٹ شہر میں اپنی شاخ قائم کی۔

اس مشن نے ۱۸۶۲ء میں سیالکوٹ شہر میں ایک تعلیمی درس گاہ بھی قائم کی[۹]۔ حکومت کی طرف سے اس ادارے کو تیس روپے ماہوار امداد دی جاتی تھی۔ میرصاحب ضلع اسکول کی ملازمت سے مستعفی ہوکر ۱۸۶۲ء میں سکاچ مشن کے پرائمری سکول میں عربی کے استاد مقرر ہوگئے۔ ۱۸۶۳ء میں وزیر آباد میں سکاچ مشن کے نئے قائم شدہ اسکول میں آپ کا تبادلہ ہوگیا[۱۰]۔ اس طرح میر صاحب ۱۸۶۳ء سے لے کر ۱۸۶۹ء تک وزیر آباد میں پڑھاتے رہے۔ سٹی سکول سیالکوٹ کی رپورٹ ۱۸۶۹ء میں آپ کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔

Arabic Teacher - City School

ریورنڈ جے، بی لونگ مکتوب مورخہ ۱۳ مارچ ۱۸۶۹ء میں لکھتے ہیں:

"Especially in the vernacular department, we lacked energy; but I hope that, as a new teacher and most excellent scholar in Arabic-Persian has been appointed, a great change may take place."[۱۱]

۱۸۷۱ء میں سکاچ مشن مڈل سکول میں نویں اور دسویں جماعتوں کا اضافہ ہوگیا۔ اس طرح میر صاحب ہائی جماعتوں کو بھی پڑھانے لگے۔ ۱۸۷۲ء میں[۲]، میرصاحب ۲۵ روپیہ ماہوار تنخواہ پانے لگے تھے۔ ۱۸۷۳ء میں سکاچ مشن اپنی رپورٹ میں میر صاحب کی قابلیت کا اعتراف واضح الفاظ میں کرتا ہے:

"Our oriental literature classes under MIR HASAN, we are, I think, justly proud of. He is by far the best and most through teacher I ever met with, and it is not long before the pupil catches his enthusiasm for Arabic Philosophy and Persian Poetry."[۱۳]

۱۸۸۹ء میں سکاچ مشن ہائی سکول کو انٹرمیڈیٹ کالج کا درجہ دے دیا گیا۔ میر صاحب انٹر کی جماعتوں کو بھی عربی فارسی پڑھانے لگے۔ یہ کالج کنک منڈی ہی میں قائم ہوا تھا۔ کالج ۱۹۰۹ء میں موجودہ عمارت میں منتقل ہوا۔ ۱۹۱۳ء میں یہاں بی اے کی کلاسیں بھی شروع ہوگئیں۔ میر صاحب ڈگری کے طلبہ کو بھی عربی پڑھانے لگے۔ یاد رہے کہ سکول کے دور ملازمت میں میر صاحب عربی اور فارسی کے علاوہ ۱۸۹۲ء میں طلبہ کو جغرافیہ اور حساب بھی پڑھایا کرتے تھے[۱۴]۔

بحیثیت استاد

میر صاحب ۱۸۶۱ء سے لے کر ۱۹۲۷ء تک تقریباً ۶۷ برس تک پہلی جماعت سے لے کر بی اے تک کے طلبا کو پڑھاتے رہے۔ تدریسی فرائض سر انجام دینے سے آپ فقدان بینائی کی وجہ سے معذور ہوگئے تھے۔ اگر بینائی اور صحت اجازت دیتی تو یہ فرض وہ انجام دیتے رہتے۔ بچوں کو تعلیم دینا ان کے نزدیک ایک عبادت

کا درجہ رکھتا تھا ۔ میر صاحب اس کام کو عبادت اور وہ بھی فرض سمجھ کر کرتے رہتے ۔ رات ہو یا دن ، آندھی ، طوفان ، بارش غرض کہ طلبہ آپ کو ہر وقت اور ہر موقعہ پر تعلیم دینے کے لیے تیار پاتے تھے ۔ لڑکے ان سے گھر سے کالج آتے جاتے بھی تعلیم حاصل کرتے تھے[۱۵]۔ ۱۸۷۶ء سے لے کر ۱۹۲۷ء تک آپ اپنی بڑی بہن[۱۶] کی قبر پر فاتحہ کے لیے بعد نماز ظہر جاتے رہے یہاں راستے میں طلبہ آپ سے استفادہ کرتے ۔

وفات

فقدان بینائی کی وجہ سے مرے کالج سیالکوٹ کی انتظامیہ نے مارچ ۱۹۲۸ء میں[۱۷] آپ کو کالج کی ملازمت سے سبکدوش کر دیا اور ستر روپیہ ماہوار پنشن مقرر کی ، جسے آپ ستمبر ۱۹۲۹ء تک وصول کرتے رہے[۱۸]۔

رحلت سے قبل تک آپ پانچ وقت کی نماز باقاعدگی سے ادا کرتے تھے ۔ وفات سے آدھ گھنٹہ قبل آپ نے تہجد کی نماز ادا کی تھی ۔ ایک طویل عمر پا کر ۶۷ برس تک درس و تدریس کے مقدس پیشے سے وابستہ رہ کر ۲۵ ستمبر ۱۹۲۹ء کو فجر کی نماز سے قبل آپ اس عالم رنگ و بو کو چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوئے ۔ وفات کی خبر آگ کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی ۔ سرکاری و نیم سرکاری ، کاروباری مراکز اور تعلیمی ادارے آپ کے سوگ میں بند ہوگئے ۔ جملہ مذاہب کے لوگوں نے نیک عمل سمجھ کر آپ کا آخری بار دیدار کیا ۔ وصیت کے مطابق آپ کے شاگرد رشید مولوی محمد ابراہیم میر نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ ڈاکٹر اقبال بھی لاہور سے بذریعہ وزیر آباد آخری وقت پہنچ گئے ۔ عصر کے بعد آپ کے جسد خاکی کو آپ کے آبائی قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا ۔ وہیں آپ کی بڑی بہن ، ماں ، باپ اور دوسرے عزیزوں کی قبریں تھیں ۔

روزنامہ انقلاب لاہور نے ۲۷ ستمبر ۱۹۲۹ء کو آپ کی رحلت کی اندوہناک خبر شائع کی ۔ مرے کالج سیالکوٹ نے اپنے میگزین ماہ نومبر ۱۹۲۹ء میں ایک قرارداد منظور کی کہ میر حسن کی یاد میں میر حسن اسکالر شپ یا کالج کے کتب خانہ میں اضافی حصہ مولوی میر حسن اورینٹل سیکشن کے نام سے قائم کیا جائے یا اگر فنڈ نے اجازت دی تو میر حسن ہال نئے سرے سے تعمیر کیا جائے ۔ اس کے علاوہ مرےکالج نے جنوری ۱۹۳۰ء میں میگزین کا میر حسن نمبر بھی نکالا ۔ یہ نمبر اردو اور انگریزی حصوں پر مشتمل تھا ۔

مشاہیر سے تعلقات

۱ ۔ میر حسن ، سرسید احمد خاں (۱۸۱۷-۱۸۹۸ء) کے بہت قریبی دوستوں میں سے

تھے۔ عموماً ہر سال گرمیوں کی چھٹیوں میں سرسید کے ہاں علی گڑھ تشریف لے جاتے تھے آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ جلسوں میں شرکت کیا کرتے اور صوبہ پنجاب کی نمائندگی کرتے[۱۹]۔ آپ کی رائے اور مشورے کو ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا۔ سرسید سے بذریعہ مراسلت علمی و مذہبی مسائل پر بحث ہوتی رہتی تھی۔

۲۔ یوں تو اقبال نے ابتدا سے لے کر انٹرمیڈیٹ تک آپ ہی سے السنہ شرقیہ کی تعلیم حاصل کی تھی اور آپ نے عربی، فارسی زبان و ادب کا صحیح ذوق پیدا کر دیا تھا۔ مگر بعد میں بھی وہ اپنے اس بزرگ اور فاضل استاد کے علم سے مستفیض ہوتے رہے انگلستان میں قیام کے دوران بھی بعض علمی مسائل پر آپ ہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔ علامہ کو استاد کا قرب حاصل تھا مگر قربت کے باوجود احترام کی وجہ سے آپ ان سے بے تکلف نہیں تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ علامہ اقبال نے کبھی کھل کر میر صاحب سے بات نہیں کی۔ انار کلی والے مکان میں میر صاحب کے پوتے سید محمد عبداللہ (۱۹۷۸-۱۸۸۹ء) سے علامہ اقبال نے فرمایا:

''عبداللہ جی! یورپ کا کوئی ایسا بڑا عالم یا فلسفی یا کوئی مستشرق یا مستغرب ایسا نہیں ہے جس سے میں نہ ملا ہوں یا کسی نہ کسی موضوع پر بے جھجک بات نہ کی ہو۔ لیکن نہ جانے کیا بات ہے شاہ جی (میر حسن) سے بات کرتے ہوئے میری قوت گویائی جواب دے جاتی ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کے کسی نقطۂ نظر سے مجھے اختلاف ہوتا ہے لیکن دل کی یہ بات بآسانی زبان پر نہیں لا سکتا۔''[۲۰]

۳۔ مولانا محمد حسین آزاد (۱۹۱۰-۱۸۳۳ء) کالج میں عربی زبان و ادب کے پروفیسر تھے میر صاحب جب کبھی لاہور تشریف لے جاتے تو آزاد ہی کے ہاں قیام فرماتے۔ آزاد کا میر صاحب کے متعلق کہنا ہے:

''صرف مولوی صاحب کے شاگرد ہی اردو، فارسی اور عربی صحیح پڑھ سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں۔''[۲۱]

الطاف حسین حالی، مولانا شبلی نعمانی، محسن الملک، سید سلیمان ندوی، پروفیسر محمد شفیع اور سر راس مسعود سے بھی تعلقات تھے۔ اس کے علاوہ مرزا غلام احمد ان کے بہترین دوستوں میں سے تھے۔[۲۲]

تلامذہ

ایک عام روش ہے کہ علمی و ادبی شخصیت کو پرکھنے کے لیے اس کی کسی تالیف و تصنیف کو پرکھا جاتا ہے۔ اس کی تحریروں کو فن تحقیق کی کسوٹی پر

پرکھا جاتا ہے مگر ادب میں کچھ ایسی علمی ہستیاں بھی ہیں جن کا تحریری سرمایہ تو کچھ نہیں ہوتا مگر وہ اپنے شاگردوں کی قابلیت اور علمیت سے جانچی جاتی ہیں۔ ایسے لوگ ناموری اور شہرت کے خواہش مند نہیں ہوتے بلکہ لگن اور خاموشی سے اپنا کام کرتے ہیں۔ میر صاحب کی سبکدوشی کے بعد کالج میں فیض احمد قریشی عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے تھے ان کا کہنا ہے کہ:

"وہ ایک بڑا انسان تھا۔ اس لیے نہیں کہ وہ کوئی بڑا عہدہ رکھتا تھا یا کالج کی طرف سے اسے کوئی خاص مراعات دی جاتی تھیں یا اس نے اعلیٰ پائے کی کوئی تصنیف چھوڑی ہے۔ بلکہ اس نے بڑے بڑے لوگ تیار کیے ہیں۔ جنھوں نے اس علم کدے سے تعلیم حاصل کی۔ یہ لوگ اس کی علمیت و قابلیت کے جیتے جاگتے ثبوت ہیں۔"[۲۳]

علامہ اقبال کے علاوہ ان کے شاگردوں کے نام ملاحظہ ہوں:

۱۔ غلام محمد، اپنے دور کا کامیاب ترین ہیڈ ماسٹر۔
۲۔ کھڑک سنگھ، کانگرس کا سرگرم رکن۔
۳۔ لالہ کنور سین، ۱۹۱۵ء میں لا کالج کے پرنسپل بعد میں چیف جسٹس جموں و کشمیر ہائی کورٹ۔
۴۔ آغا محمد صفدر، سیالکوٹ کی معروف شخصیت۔
۵۔ مولوی ظفر اقبال، عربی زبان و ادب کے فاضل استاد۔
۶۔ محمد ابراہیم میر، تاریخ اہل حدیث کے مصنف۔
۷۔ امین حزیں، اردو اور فارسی کے مشہور شاعر، خان بہادری کے خطاب یافتہ
۸۔ منشی سراج دین، مولانا ظفر علی خان کے والد گرامی۔
۹۔ منشی محمد دین فوق، مشہور صحافی اور کشمیر سے متعلق کئی کتابوں کے مصنف۔
۱۰۔ شیخ رکن الدین، ڈسٹرکٹ جج۔
۱۱۔ نرنجن داس، حکومت نے رائے صاحب کے خطاب سے نوازا تھا۔ سینئر جج تھے۔
۱۲۔ نہال سنگھ، ڈپٹی کمشنر تھے۔ بعد میں وزیر ریاست پٹیالہ۔
۱۳۔ ڈاکٹر جمشید علی راٹھور، پروفیسر فارسی، مرے کالج سیالکوٹ۔

احباب

مندرجہ ذیل نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں:

۱۔ شیخ نور محمد، علامہ اقبال کے والد ماجد۔
۲۔ مولوی فیروز الدین، ڈسکہ کے رہنے والے تھے۔ مصنف فیروز اللغات۔

۳- مولوی امام الدین گجراتی ، عالم دین -
۴- حافظ میراں بخش -
۵- حکیم نور الدین ، قادیانیوں کے خلیفۂ اول -
۶- مولوی عبدالکریم سیالکوٹی ، معروف قادیانی خطیب و مقرر -
۷- مولوی انشاء اللہ خاں ، مشہور صحافی -
۸- بھیم سین ، سیالکوٹ کے مشہور وکیل -

حواشی

۱- رجسٹر اموات ، میونسپل کمیٹی سیالکوٹ ، حوالہ نمبر ۵۸۸ -
۲- راوی ، حلیمہ بی بی بنت ڈاکٹر سید علی نقی ، مقیم راوی روڈ ، لاہور -
۳- ملا عبدالحکیم ، محمد الدین فوق ، لاہور ۱۹۲۴ء ، صفحہ ۲۵-۲۴ -
۴- سیالکوٹ ڈسٹرکٹ گیزٹیئر ، ۸۴-۱۸۸۳ ، لاہور ، صفحہ ۳۹ -
۵- لاگ بک (قلمی) سکاچ مشن سکول سیالکوٹ ، ۹۵-۱۸۶۵ء ، مملوکہ گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمینری -
۶- روزگار فقیر ، صفحہ ۲۰۴ -
۷- سید ذکی شاہ کا اپنے انٹرویو (روایات اقبال) میں یہ کہنا کہ میونسپل سکول میں ملازم ہوئے تھے - درست نہیں - میونسپل کمیٹی تو ۱۸۶۷ء میں قائم ہوئی تھی - ضلع سکول میونسپل کمیٹی بننے سے بہت پہلے قائم ہو چکا تھا -
۸- سیالکوٹ ڈسٹرکٹ گزٹیئر ، ۸۴-۱۸۸۳ صفحہ ۳۷-۴۰ -
۹- ایضاً -
۱۰- گوجرانوالہ ڈسٹرکٹ گیزٹیئر ، ۱۸۹۵ ، صفحہ ۹۴ -
۱۱- راقم کے نام ریورنڈرولیم جی ینگ سابق بشپ سیالکوٹ، حال مقیم سکاٹ لینڈ کا مراسلہ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۷۸ء میں درج اقتباس -
۱۲- لاگ بک ، مملوکہ گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمینری ، رپورٹ مورخہ ۲۸ مئی ۱۸۷۲ء -
۱۳- Report on the schemes of the Church of Scotland for the year 1875-Edinburgh, page 128.
۱۴- لاگ بک ، مملوکہ گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمیزی -
۱۵- راوی محمد ابراہیم میر ، بحوالہ روایات اقبال -